خلافت لائبریری ربوہ

جمعرات
۵۔ جنوری ۱۹۹۵ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۵-۸۰ نمبر ۵ | جمعرات۔ ۳ شعبان۔ ۱۴۱۵ھ ۵؍ صلح ۱۳۷۴ھش ۵؍ جنوری ۱۹۹۵ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر ایک برکت آسمان سے اترتی ہے

تمہیں دنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا۔ مگر تم ان لوگوں کے پیرو مت بنو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے۔ چاہئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے۔ لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے بلکہ چاہئے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے اترتی ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

دیکھو دنیا ایک فانی چیز ہے مگر اس کی لذت بھی اسی کو ملتی ہے جو اس کو خدا کے واسطے چھوڑتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کا مقرب ہوتا ہے خدا تعالیٰ دنیا میں اس کے لئے قبولیت پھیلا دیتا ہے۔ یہ وہی قبولیت ہے جس کے لئے دنیا دار ہزاروں کوششیں کرتے ہیں کہ کسی طرح کوئی خطاب مل جاوے یا کسی عزت کی جگہ یا دربار میں کرسی ملے اور کرسی نشینوں میں نام لکھا جاوے۔ غرض تمام دنیوی عزتیں اسی کو دی جاتی ہیں اور ہر دل میں اسی کی عظمت اور قبولیت ڈال دی جاتی ہے جو خدا تعالیٰ کے لئے سب کچھ چھوڑنے اور کھونے پر آمادہ ہو جاتے ہیں نہ صرف آمادہ بلکہ چھوڑ دیتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے واسطے کھونے والوں کو سب کچھ دیا جاتا ہے اور وہ نہیں مرتے ہیں جب تک وہ اس سے کئی چند نہ پالیں جو انہوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں دیا ہے۔ خدا تعالیٰ کسی کا قرض اپنے ذمہ نہیں رکھتا ہے مگر افسوس یہ ہے کہ ان باتوں کو ماننے والے اور ان کی حقیقت پر اطلاع پانے والے بہت ہی کم لوگ ہیں۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۲۸۷)

ہر قول اور فعل میں اپنا محاسبہ کرو

(حضرت امام جماعت احمدیہ الاول)

جب انسان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے تو چونکہ (-) اس لئے یہ ظلمت سے نکلنے لگتا ہے۔ اور اس میں امتیازی طاقت پیدا ہوتی جاتی ہے۔ ظلمت کئی قسم کی ہوتی ہے۔ ایک جہالت کی ظلمت ہے۔ پھر رسومات۔ عادات۔ عدم استقلال کی ظلمت ہوتی ہے۔ جس جس قدر ظلمت میں پڑتا ہے۔ اسی قدر اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا جاتا ہے۔ اور جس قدر قرب حاصل ہوتا۔ اسی قدر امتیازی قوت پیدا ہوتی ہے۔ پس اگر کسی صحبت میں رہ کر ظلمت بڑھتی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ قرب الٰہی کا موجب نہیں بلکہ بُعد حرمان کا باعث ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تو جس قدر انسان قریب ہوگا۔ اسی قدر اس کو ظلمت سے رہائی اور نور سے حصہ ملتا جاوے گا۔ اسی لئے ضروری ہے کہ ہر فعل اور قول میں اپنا محاسبہ کرو۔ نیچے اور اوپر کے دو لفظ ہیں۔ جو سائنس والوں کی اصطلاح میں بھی بولے جاتے ہیں۔ اور مذہب کی اصطلاح میں بھی ہیں۔ میں نے نیچے اور اوپر جانے والی چیزوں پر غور کی ہے۔ ڈول جوں جوں نیچے جاتا ہے۔ اس کی قوت میں تیزی ہوتی جاتی ہے۔ اور اسی طرح پتنگ جب اوپر جاتا ہے پہلے اس کا اوپر چڑھانا مشکل معلوم ہے۔ لیکن آخر وہ بڑے زور سے اوپر کو چڑھتا ہے۔ یہی اصل ترقی اور تنزل کی جان ہے۔ یا صعود اور نزول کے اندر ہے انسان جب بدی کی طرف جھکتا ہے تو اس کی رفتار بہت سست اور دھیمی ہوتی ہے۔ لیکن پھر اس میں اس قدر ترقی کرتا ہے کہ خاتمہ جہنم میں ہوتا ہے۔ یہ نزول ہے۔ اور جب نیکیوں میں ترقی کرنے لگتا۔ اور قرب الی اللہ کی راہ پر چلتا۔ ابتداً مشکلات ہوتی ہیں اور ظالم لنفسہٖ ہونا پڑتا ہے۔ مگر آخر جب وہ اس میدان میں چل نکلتا ہے۔ تو اس کی قوتوں میں پُر زور ترقی ہوتی ہے۔ اور وہ اس قدر صعود کرتا ہے کہ وہ سابق بالخیرات ہو جاتا ہے۔ جو لوگ اس اصل پر غور کرتے ہیں۔ اور اپنا محاسبہ کرتے ہیں کہ ہم ترقی کی طرف جا رہے ہیں یا تنزل کی طرف وہ ضرور اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

(از خطبہ جنوری ۱۹۰۳ء)

اہالیان ربوہ کیلئے نئے سال کی مبارکباد

○ ۱۹۹۴ء کا سال بے شمار برکتیں اور کامیابیاں دینے کے بعد ختم ہو گیا ہے۔ اس تاریخ ساز سال نے جماعت احمدیہ کو خوشیوں کے کئی تحائف دئے۔

سال ۱۹۹۴ء میں اہالیان ربوہ نے اپنے دینی فرائض کی ادائیگی کے لئے جو خصوصی توجہ دی اس پر حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے اپنی جلسہ سالانہ قادیان کی تقریر کے دوران خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

تمام اہالیان ربوہ کو نئے سال کی مبارکباد پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور عجز و انکساری کے ساتھ دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ نئے سال کو اپنے بے پایاں فضل و کرم سے جماعت احمدیہ عالمگیر کے عظیم مقاصد حاصل کرنے کے لئے سنگ میل بنا دے۔ آمین۔

سال ۱۹۹۵ء میں اہالیان ربوہ کو اپنی توجہ نماز باجماعت کے قیام کے لئے وقف کرنے کی گذارش ہے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل اقدامات تجویز کئے گئے ہیں:-

۱۔ نمازوں کے اوقات میں تمام کاروبار معطل ہو۔

۲۔ سڑکوں پر آمد و رفت کا سلسلہ ختم کر کے نزدیک ترین بیت الذکر میں نماز باجماعت کی ادائیگی کی تحریک کی جائے۔

۳۔ گھر کے افراد کو بیت الذکر میں جا کر نماز ادا کرنے کی تحریک کی جائے۔ گھروں میں اس تحریک میں خواتین کی معاونت زیادہ موثر ثابت ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ایاز محمود احمد خاں
صدر عمومی
لوکل انجمن احمدیہ ربوہ

دعا بڑی دولت ہے۔ جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا اس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئے گی

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ- پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۵ صلح- ۱۳۷۴ ہش ۵- جنوری ۱۹۹۵ء

جسمانی اور ذہنی صحت

صحت کے لحاظ سے انسان کو دو پہلوؤں سے دیکھا جا سکتا ہے۔ جسمانی صحت اور ذہنی صحت۔ ہم عام طور پر جسمانی صحت کو زیادہ پیش نظر رکھتے ہیں۔ انسان ذرا سا بیمار ہو تو دوائی لینے کے لئے دوڑتا ہے۔ اچھے ڈاکٹر کی تلاش اور اچھی دوائی کی خواہش رکھتا ہے۔ اسے جسم کے کسی حصے میں تکلیف ہو وہ اسے بیماری ہی کا نام دیتا ہے۔ اور اس بیماری کو ٹھیک کرنے کے لئے یا اس سے صحت یاب ہونے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ ہر ممکن کوشش کرنا ہمارا فرض ہے۔ بعض لوگ اپنی صحت جسمانی کا پوری طرح خیال نہیں رکھتے۔ ذرا سا بیمار ہوتے ہیں پرواہ نہیں کرتے۔ بیماری بڑھتی ہے۔ اپنا پورا خیال نہیں رکھتے۔ یا ڈاکٹر کے پاس جانے سے ہچکچاتے ہیں یا سمجھتے ہیں کہ بیماری از خود دور ہو جائے گی۔ بعض اوقات دور ہو بھی جاتی ہے۔ لیکن ہمیشہ تو نہیں۔ انسان بیمار ہوتا ہے تو اسے دوا کی ضرورت پیش آتی ہے جس طرح صحت کے وقت غذا کی ضرورت ہے اور غذا کے لئے وہ تگ و دو بھی کرتا ہے اسی طرح بیماری کے وقت دوا کی بھی ضرورت ہے اور دوا کے لئے تگ و دو بھی ضرور کرنی چاہئے۔ اکثر لوگ تو کرتے ہی ہیں۔ صرف چند ایک ایسے ہوتے ہیں جو بیماری کو انجانے میں بڑھنے دیتے ہیں۔ یا لاپرواہی میں۔ اور وہ بہر کیف نقصان اٹھاتے ہیں۔

یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ جس بیماری کا بھی علاج کیا جائے اس سے انسان ضرور صحت یاب ہو جاتا ہے۔ صحت خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ دواؤں میں اثر بھی وہی ڈالتا ہے۔ ایک شخص ایک بیماری کے وقت ایک دوا کھاتا ہے اسے آرام آجاتا ہے۔ دوسرا شخص ویسی ہی بیماری کے وقت وہی دوا کھاتا ہے اسے آرام نہیں آتا۔ جب تک اللہ تعالیٰ دواؤں میں اثر نہ ڈالے اس وقت تک بیماری سے شفایاب ہونا ممکن نہیں ہوتا۔ کہتے ہیں ناکہ ہم اپنی لاپرواہی سے بیمار ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں شفا دیتا ہے۔ لیکن وہ شفا اسی طرح دیتا ہے کہ اس کے اصولوں پر کاربند رہا جائے۔ اس نے کہا ہے دوائی کھاؤ' دوائی کھانی چاہئے۔ بہرحال مقصد اس بات کے کہنے کا یہ ہے کہ جسمانی بیماری کو انسان آسانی سے سمجھ لیتا ہے اور اس کے لئے دوا کی کوشش بھی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ جلد از جلد صحت یاب ہو جائے۔

دوسری طرف ذہنی بیماری ہے ذہنی بیماری کے اتنے زیادہ پہلو ہیں کہ عام طور پر انسان یہ سمجھنے سے قاصر رہتا ہے کہ اسے ذہنی بیماری کہا جائے یا نہ کہا جائے۔ انسان وقت بے وقت بول پڑتا ہے۔ انسان غلط بات کہہ دیتا ہے۔ اسے دوسروں کو زچ کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ وہ اپنی زبان پر قابو نہیں رکھتا۔ اپنے ہاتھوں پر بھی قابو نہیں رکھتا۔ اور وہ ایسی حرکات کر بیٹھتا ہے جو ناپسندیدہ ہوں۔ یہ باتیں عارضی بھی ہو سکتی ہیں اور مستقل بھی۔ عارضی بھی ہوں تو نقصان دہ ہیں ہی۔ اپنی زبان پر کنٹرول نہ ہو اپنی عادات پر کنٹرول نہ ہو تو یقیناً انسان غلط راستے پر چل پڑتا ہے۔ اپنے لئے بھی ضرر رساں ثابت ہوتا ہے اور دوسروں کے لئے بھی۔ کہتے ہیں ناکہ تلوار کا زخم تو مندمل ہو جاتا ہے۔ زبان کا زخم مندمل نہیں ہوتا۔ اور جس شخص کو زبان کا زخم لگانے کی عادت ہو وہ یقیناً ذہنی مریض سمجھا جانا چاہئے ذہنی مرض کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم عادات کا اور ان کے نتائج کا مطالعہ کریں۔ اگر عادات غلط راہ پر لے جاتی ہیں۔ اگر عادات کا نتیجہ غلط نکلتا ہے تو یقیناً وہ ذہنی مرض ہے۔ اور اس کا علاج ہونا چاہئے۔ عام طور پر علاج اس لئے نہیں کیا جاتا کہ لوگ ٹوکتے نہیں۔ بات نہیں بتاتے کہتے نہیں کہ یہ بات جو آپ نے کی ہے یہ ٹھیک نہیں۔ اور وہ اس لئے نہیں کہتے کہ دوسرے کا لحاظ کرتے ہیں۔ اس لحاظ ہی میں مرض بڑھتا چلا جاتا ہے پس لازم بات یہ ہے کہ ہم ذہنی مرض کا بھی اسی طرح تگ و دو کے ساتھ علاج کریں جس طرح جسمانی مرض کا کرتے ہیں کیونکہ جسمانی مرض تو صرف اپنے آپ کو تکلیف دیتی ہے۔ اپنے لئے مشکلات کا باعث بنتی ہے ذہنی امراض دوسروں کے لئے بھی انتہائی تکلیف کا باعث بنتی ہیں۔ اور معاشرے میں زہر گھول دیتی ہیں۔ خدا کرے کہ ہم سب کی جسمانی اور ذہنی صحت ٹھیک رہے۔

مل کے بیٹھیں تو لُطف آئے گا
ہم کو ان سے کوئی گلہ تو نہیں
لینے دینے کی بات ہی کیا ہے
دوستی کا کوئی صلہ تو نہیں

ابوالاقبال

○

کوئی نہیں جو اپنا جہاں میں' خدا تو ہے
مشکل میں اپنے ساتھ وہ مشکل کُشا تو ہے

اپنے بھی آج غیر ہوئے ہیں تو کیا ہوا
صد شکر ہے الٰہی ترا آسرا تو ہے

دیکھیں تو یہ برستی ہے اب کے کہاں کہاں
چھائی فلک پہ رحمتِ حق کی گھٹا تو ہے

شکرِ خدا خوشی بھی اب آنے لگی ہے راس
توبہ مری کا مجھ کو صلہ کچھ ملا تو ہے

دیکھ اے ندیم کتنی حسیں ہے یہ کائنات
شہکارِ کبریا یہی ارض و سما تو ہے

مانا کہ میں مَلک نہیں واعظ' مگر یہ سوچ
میرا وجود مظہرِ ربِّ عُلیٰ تو ہے

دل مبتلاءِ غم ہو تو خالق کو یاد کر
ہر حال میں مفید یہی اِک دوا تو ہے

کہتا ہے کون ساتھ ہمارے نہیں خدا
ہر مرحلے میں اس نے سہارا دیا تو ہے

مانگیں خدا سے دوستو اب اور کیا بھلا
در اُس کی رحمتوں کا وہ دیکھو کُھلا تو ہے

شاید کہ ہو چکی ہے بہاروں کی ابتدا
مہکی ہوئی سی صحنِ چمن کی فضا تو ہے

محمد صدیق امرتسری

دعا بڑی زبردست اثر والی چیز ہے

میں سچ کہتا ہوں کہ دعا بڑی زبردست اثر والی چیز ہے بیماری سے شفا اس کے ذریعہ ملتی ہے دنیا کی تنگیاں مشکلات اس سے دور ہوتی ہیں۔ دشمنوں کے منصوبے سے یہ بچا لیتی ہے۔ اور وہ کیا چیز ہے جو دعا سے حاصل نہیں ہوتی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ انسان کو پاک کرتی ہے اور خدا پر زندہ ایمان یہ بخشتی ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب

کے

خود نوشت سوانح (بچپن)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماں کی گود میں میری پیدائش کی تاریخ ۹ مئی ۱۹۱۴ء ہے اور میرے والد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کا انتخاب برائے (امامت) ثانیہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء ہے۔ امامت کی مسند پر تشریف رکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کی وجہ سے میرے ابا جان حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے میرا نام مبارک احمد رکھا (اس کا ذکر ہماری بڑی پھوپھی جان حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے مجھ سے کیا تھا) قبل اس کے کہ میں اپنے بچپن کا کچھ ذکر کروں اپنی والدہ کا تعارف بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ میری والدہ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اولین ساتھیوں میں سے تھے کی بڑی بیٹی تھیں۔ میرے نانا جان لاہور کے ایک امیر اور معزز خاندان کے فرد تھے۔ حضرت بانی سلسلہ کی بیعت کرنے کے بعد ان کے خاندان نے ان سے قطع تعلق کر لیا تھا مگر آپ نے اس کی ذرہ بھر پرواہ نہ کی۔ اپنی آمد کا بیشتر حصہ حضرت بانی سلسلہ کی خدمت میں بھجوا دیتے۔ حضرت بانی سلسلہ کے جاں نثار خادم اور آپ سے غیر معمولی پیار کا رشتہ تھا۔ جب میرے والد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ..... کی شادی کا وقت آیا تو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے میری والدہ کا انتخاب فرمایا۔ اس طرح میری والدہ حضرت بانی سلسلہ کی بہو بن کر دارِ حضرت بانی سلسلہ میں رونق افروز ہوئیں۔ حضرت بانی سلسلہ کو میری والدہ سے بے حد پیار تھا جس کا ذکر میری بڑی پھوپھی جان نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے متعدد مرتبہ مجھ سے کیا۔

ابا جان کے خسر (میرے نانا جان) حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے وصال کے بعد حضرت ابا جان نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۶ء کے دوسرے دن یعنی ۲۷ دسمبر ۱۹۲۶ء کو جو تقریر فرمائی اس میں میرے نانا جان کے متعلق فرمایا:۔

"قبل اس کے کہ میں اپنی تقریر شروع کروں ان دوستوں کے لئے اپنے جذبات کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں جو اس سال ہم سے جدا ہو گئے۔ ان میں سے ایک ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین تھے۔ انہوں نے حضرت (بانی سلسلہ) کو ایسے زمانہ میں قبول کیا جبکہ چاروں طرف مخالفت زوروں پر تھی اور طالب علمی کے زمانہ میں قبول کیا آپ کا ایسے خاندان کے ساتھ تعلق تھا جن کا یہ فرض سمجھا جاتا تھا کہ (حضرت بانی سلسلہ) کو دنیا سے دور رکھیں۔ ان کا ایسے حالات میں حضرت (بانی سلسلہ) کو قبول کرنا ان کی بہت بڑی سعادت پر دلالت کرتا ہے۔ جب انہوں نے ایک دوست سے حضرت (بانی سلسلہ) کا دعویٰ سنا تو آپ نے سنتے ہی فرمایا کہ اتنے بڑے دعویٰ کا شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا اور آپ نے بہت جلد بیعت کر لی۔ اور ان کی قربانیاں اس حد تک بڑھی ہوئی تھیں کہ حضرت صاحب نے ان کو تحریری سند دی کہ آپ نے سلسلہ کے لئے اس قدر مالی قربانی کی ہے کہ آئندہ آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔ جب (حضرت بانی سلسلہ) کے خلاف گورداسپور میں مقدمہ ہو رہا تھا اور اس میں روپیہ کی ضرورت تھی تو حضرت (بانی سلسلہ) نے دوستوں کو امداد کی تحریک فرمائی۔ جب حضرت صاحب کی تحریک ڈاکٹر صاحب کو پہنچی تو اتفاق ایسا ہوا کہ اسی دن ان کو تنخواہ ملی تھی وہ ساری کی ساری تنخواہ اسی وقت حضرت صاحب کی خدمت میں بھیج دی۔ ایک دوست نے سوال کیا کہ آپ کچھ گھر کی ضروریات کے لئے رکھ لیتے تو انہوں نے کہا کہ (حضرت بانی سلسلہ کہتے ہیں) کہ دین کے لئے ضرورت ہے تو پھر اور کس کے لئے رکھ سکتا ہوں۔ غرض ڈاکٹر صاحب تو دین کے لئے قربانیوں میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ حضرت صاحب کو انہیں روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور انہیں کہنا پڑا کہ اب آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔ حضرت صاحب نے ان کا نام اپنے بارہ حواریوں میں لکھا ہے۔"

یہ تھے میری امی جان کے والد جن کی بڑی بیٹی کو حضرت (بانی سلسلہ) نے اپنے بڑے بیٹے کی رفیقۂ حیات کے لئے منتخب فرمایا۔ اس طرح میری والدہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی بڑی بہو بن کر دار (حضرت بانی سلسلہ) میں رونق افروز ہوئیں۔ یہ بھی لکھ دوں کہ حضرت (بانی سلسلہ کو) اللہ تعالیٰ نے رشتہ کے بابرکت ہونے کی اطلاع بخشی۔ جس کے بعد رشتہ طے ہوا۔ (رشتہ کے بابرکت ہونے (کی خدائی خبر) کے متعلق میری بڑی پھوپھی جان حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے ذکر کیا تھا)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے وصال کے بعد حضرت مولوی نور الدین صاحب جماعت کے پہلے امام منتخب ہوئے آپ کی زندگی میں ہی بعض رفقاء بانی سلسلہ نے مقام (امامت) کے متعلق ریشہ دوانیاں شروع کر دی تھیں۔ خفیہ خطوط کے ذریعہ قادیان سے باہر کی جماعتوں کو بدظن کرنے کی کوششیں شروع ہوئیں۔ ان شرارتوں کے تدارک اور اس فتنہ کے بارے میں قادیان سے باہر کی جماعتوں کو آگاہ رکھنے کے لئے حضرت ابا جان کو ایک اخبار جاری کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ آپ نے حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب ..... (جماعت کے پہلے امام) کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کے لئے ایک اخبار جاری کرنا ضروری ہے۔ تاجملہ جماعت ہائے احمدیہ کو ان فتنوں سے آگاہ رکھا جائے۔ آپ نے اس تجویز کو بہت پسند فرمایا اور اخبار کے اجراء کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اب اگلا سوال اخبار کو جاری کرنے کے لئے اخراجات مہیا کرنے کا تھا جس کی بظاہر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ اس بارہ میں حضرت ابا جان کا اپنا بیان درج کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ

"میں بے مال و زر تھا۔ جان حاضر تھی مگر جو چیز میرے پاس نہ تھی وہ کہاں سے لاتا اس وقت سلسلہ کو ایک اخبار کی ضرورت تھی جو احمدیوں کے دلوں کو گرمائے۔ ان کی سستی کو جھاڑے۔ ان کی محبت کو ابھارے۔ ان کی ہمتوں کو بلند کرے اور یہ اخبار ثریا کے پاس ایک بلند مقام پر بیٹھا تھا۔ اس کی خواہش میرے لئے ایسی ہی تھی جیسے ثریا کی خواہش۔ نہ وہ ممکن تھی نہ یہ۔ آخر دل کی بے تابی رنگ لائی۔ امید بر آنے کی صورت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں مدد کی تحریک کی (-) انہوں نے اس امر کو جانتے ہوئے کہ اخبار میں روپیہ لگانا ایسا ہی ہے جیسے کنوئیں میں پھینک دینا اور خصوصاً اس اخبار میں جس کا جاری کرنے والا محمود ہو۔ جو اس زمانہ میں شاید سب سے زیادہ مذموم تھا۔ اپنے دو زیور مجھے دیئے کہ میں ان کو فروخت کر کے اخبار جاری کروں۔ اس حسن سلوک نے نہ صرف مجھے ہاتھ دیئے جن سے میں دین کی خدمت کرنے کے قابل ہوا اور میرے لئے زندگی کا ایک نیا ورق الٹ دیا۔ بلکہ ساری جماعت کی زندگی کے لئے بھی ایک بہت بڑا سبب پیدا کر دیا۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ سامان پیدا نہ کرتا تو میں کیا کرتا اور میرے لئے خدمت کا کون سا دروازہ کھولا جاتا اور جماعت میں روزمرہ بڑھنے والا فتنہ کس طرح دور کیا جا سکتا۔"

اخبار الفضل کے اجراء کے لئے اپنا زیور دینے والی میری والدہ حضرت محمودہ بیگم (اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے) تھیں۔ جو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام الثانی جماعت احمدیہ کی بیگم اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی بڑی بہو تھیں۔ (الفضل پڑھنے والے میری والدہ کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھا کریں۔ احسان کا بدلہ احسان ہی ہوتا ہے)

باپ کے سایہ تلے اب میں اپنے بچپن اور جوانی کے ابتدائی دور کے متعلق لکھ رہا ہوں جو بیشتر میری تعلیم و تربیت سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی ابتداء اور اس کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے وصال کے بعد آپ کی زوجہ محترمہ میری دادی حضرت اماں جان بہت اداس رہنے لگی تھیں۔ آپ کی اولاد آپ کا دل بہلانے کی بہت کوشش کرتی مگر حضرت اماں جان پر غم اور اداسی کی شدت کم نہ ہوئی۔ آخر حضرت ابا جان نے اس کا علاج یوں فرمایا کہ ایک دن میرے بڑے بھائی مرزا ناصر احمد کا ہاتھ پکڑ کر حضرت اماں جان کے پاس لے گئے اور عرض کیا کہ ناصر احمد آج سے آپ کا بیٹا ہے آپ کے پاس ہی رہے گا اس کی والدہ کو بھی میں نے کہہ دیا ہے کہ اب تم نے ناصر احمد سے تعلق نہیں رکھنا اب یہ اماں جان کا بیٹا ہے۔ اس کا فوری اثر یہ ہوا کہ حضرت اماں جان کی اداسی دور ہو گئی۔ واضح رہے کہ ایک چھوٹی عمر کے بچے کو پالنا وقت لیتا ہے۔ توجہ چاہتا ہے۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس سے میری زندگی کا بابرکت دور شروع ہوتا ہے۔ ابا جان کی ساری توجہ میری طرف ہوئی اور میری زندگی کا ہر لمحہ ان کے زیر سایہ تربیت کا موجب بنا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کا نتیجہ ہے۔ اس جگہ یہ لکھنا ضروری ہے کہ ابا جان نے ہر سفر میں مجھے ساتھ رکھا والدہ ہمراہ ہوں یا نہ ہوں میں ہر سفر میں ساتھ رہا ہوں۔

اب میں اپنی تربیت کے چند ایک واقعات کا ذکر کروں گا۔ ایک دن میرے ساتھ دو تین لڑکیاں صحن میں ایک گھریلو کھیل (آنکھ مچولی) کھیل رہی تھیں۔ مجھے کسی بات پر غصہ آیا اور میں نے ان میں سے ایک کے منہ پر طمانچہ مارا۔ عین اسی وقت ابا جان مغرب کی نماز پڑھا کر صحن میں داخل ہو رہے تھے۔ آپ نے مجھے طمانچہ مارتے ہوئے دیکھ لیا۔ سیدھے میرے پاس آئے مجھے پاس کھڑا کر کے اس لڑکی کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ مبارک نے تمہارے منہ پر طمانچہ مارا ہے تم اس کے منہ پر اسی طرح طمانچہ مارو۔ وہ لڑکی اس کی جرأت نہ کر سکی بار بار کہنے کے باوجود اس نے میرے منہ پر طمانچہ نہیں مارا۔ اس کے بعد مجھے مخاطب کر کے فرمایا تم کیا سمجھتے ہو کہ اس کا باپ نہیں اس لئے تم جو چاہو کر سکتے ہو۔ یاد رکھو کہ میں اس کا باپ ہوں۔ اگر تم نے آئندہ ایسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حرکت کی تو میں سزا دوں گا- (یہ ایک یتیم لڑکی تھی جس کو ابا جان نے اپنی کفالت میں لیا ہوا تھا) یتیموں سے حسنِ سلوک ان کی عزت اور احترام کا سبق تھا- جو میں کبھی نہیں بھولا- میری عمر اس وقت سات آٹھ سال کی تھی- یہ لکھتے ہوئے بھی وہ نظارہ مجھے یاد ہے-

ابا جان کے ساتھ کھانا کھانا بھی تربیت اور اعلیٰ اخلاق کا موجب بنا- دستر خوان پر بیٹھتے ہوئے سب بچوں پر نظر رکھتے کہ جب ڈِش سے کھانا نکالا ہے تو کیا اپنے سامنے والے حصہ سے نکالا ہے یا نہیں- لقمہ منہ میں ڈال کر منہ بند کر کے کھانا چبایا ہے یا نہیں کھاتے وقت منہ سے آواز تو نہیں نکلتی- کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ صابن سے دھوئے تھے یا نہیں- غرض کوئی پہلو بھی آپ کی نظر سے اوجھل نہ تھا- بعض دفعہ میں حیران ہوتا تھا کہ خود تو کھاتے ہوئے ڈاک بھی دیکھتے جاتے ہیں- خطوط پر نوٹ بھی لکھتے جاتے ہیں- کبھی کبھی لقمہ بھی منہ میں ڈالتے ہیں- نظر بھی نیچی ہوتی ہے- اس کے باوجود ہماری ہر حرکت پر بھی نظر ہے- بہت کم خوراک تھی- ایک دفعہ مجھے خیال آیا کہ آپ اتنا کم کھاتے ہیں- میں بھی کم کھانا کھایا کروں- میں نے آدھا پھلکا (پھلکا ہمارے گھروں میں بہت کم آٹے کی پتلی سی روٹی کو کہتے ہیں) کھانا شروع کیا- ایک دن مجھے فرمانے لگے میں ایک ماہ سے دیکھ رہا ہوں کہ تم بہت کم کھانا کھاتے ہو تمہارے لئے یہ مناسب نہیں تم ابھی بچے ہو- تمہاری نشوونما کی عمر ہے اس عمر میں پیٹ بھر کر کھانا چاہئے- تھوڑا کھانا تمہارے قویٰ پر مضر اثر کرے گا- تمہارے پر بڑی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں- ان کو کیسے اٹھا سکو گے-

تعلیم کی ابتداء پرائمری سکول سے شروع ہوئی- پہلی کلاس سے ہی سکول کے لئے گھوڑے پر سوار ہو کر جاتا تھا- سائیس گھوڑے کے ساتھ ساتھ میرا بستہ اٹھائے چلتا تھا- ایک دن اسی طرح گھوڑے پر سوار سکول جا رہا تھا- سکول سے چند گز کے فاصلہ پر ایک مکان زیر تعمیر تھا- جس کے لئے اینٹوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا- لڑکوں نے گھوڑے کے سامنے اپنی تختیاں ہلا کر شور مچایا جس سے گھوڑا بدک گیا اور سرپٹ دوڑا عین اس جگہ جہاں اینٹیں تھیں گھوڑے نے یکلخت راستہ بدلا اور میں کاٹھی سے پھسل کر اینٹوں کے ڈھیر پر جا گرا اور بے ہوش ہو گیا- سر پر شدید چوٹیں آئیں- آنکھوں کے آگے اندھیرا تھا کچھ نظر نہ آتا تھا- ابا جان نے بڑے ماموں جان حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کو آدمی بھیج کر قادیان بلوایا- میں صحن میں ایک بستر پر لیٹا ہوا تھا- کچھ نظر نہ آتا تھا- ابا جان نے ماموں جان سے پوچھا کہ کیا اس کی بینائی واپس آجائے گی- ان کا جواب تھا کہ ابھی کچھ کہہ نہیں سکتے چند روز دوائیاں دے کر دیکھ لیتے ہیں- جب یہ گفتگو ہو رہی تھی اس وقت مجھے کچھ ہوش آچکی تھی- یہ سن کر میں نے رونا شروع کر دیا- اس وقت ابا جان نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ گھبراؤ نہیں- شفا تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے- اس کے چند دن بعد ہی میں صحتیاب ہو گیا- اس حادثہ کے بعد یہ نہیں ہوا کہ مجھے گھوڑے پر سوار ہو کر سکول جانے سے منع کر دیا ہو بلکہ پہلے کی طرح میں گھوڑے پر سوار ہو کر ہی سکول جاتا تھا تا کہ کسی قسم کی بزدلی پیدا نہ ہو کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

گرتے ہیں شہسوار ہی میدانِ جنگ میں
وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

ہائی سکول کی پرائمری کی چار کلاسیں مکمل کرنے کے بعد آپ نے مجھے مدرسہ احمدیہ میں داخل کروا دیا- مدرسہ احمدیہ میں انگریزی تعلیم نہ ہونے کے برابر تھی- ایک دن کھانے پر بیٹھے ہوئے انگریزی اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" پڑھتے ہوئے مجھے کہا کہ انگریزی زبان پر عبور بھی ضروری ہے- تم کو کھیلوں میں دلچسپی ہے آج سے تم مجھ سے اخبار لے لیا کرو اس کے جس صفحہ پر کھیلوں کی خبریں ہوتی ہیں- وہ پڑھنا شروع کرو اور پھر آہستہ آہستہ اخبار کی باقی خبریں بھی پڑھنی شروع کر دینا- مجھ سے ہر روز سوال کرتے تھے کہ آج کے اخبار میں کون کون سی کھیلوں کا ذکر ہے- اس کا کیا نتیجہ نکلا- کرکٹ کا میچ تھا تو کس نے زیادہ رنز بنائیں- کس بولر نے زیادہ وکٹیں لیں- ہاکی کے میچ میں کس کس نے گول کئے وغیرہ- چند ماہ میں ہی آپ کو تسلی ہو گئی کہ اخبار اچھی طرح پڑھ لیتا ہوں اور سمجھ لیتا ہوں-

ایک دن فرمانے لگے کہ تمہیں کون سی ناولیں پڑھنے کا شوق ہے- میں نے کہا جاسوسی کی- یہ سُن کر آپ نے اپنے ذاتی لائبریرین جن کا نام یحیٰ خان صاحب تھا کو بلایا اور ان سے کہا کہ مبارک آپ سے اپنی پسند کی کتابیں لے آیا کرے گا اور پڑھ کر واپس کر دیا کرے گا- آپ کی لائبریری میں سب علوم کی کتب موجود تھیں- جوں جوں انگریزی زبان میں ترقی کرتا گیا- مختلف علوم کی کتب پڑھنی شروع کر دیں- میری پسند کے مضمون تاریخ- پولٹیکل سائنس اور فلاسفی تھے-

ہر سال جلسہ سالانہ کے بعد آپ دو اڑھائی ہفتہ کے لئے بیاس دریا پر شکار کے لئے تشریف لے جاتے تھے- جلسہ سالانہ کی مصروفیات جو روزانہ ۱۹ گھنٹے سے کم نہ ہوتی تھیں کا تقاضہ تھا کہ جلسہ کے بعد کچھ آرام اور صحت مند تفریح بھی ہو جائے- ایک دن آپ کی طبیعت کچھ خراب تھی آپ نے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کو کہا کہ میں آج دریا پر نہ جا سکوں گا آپ مبارک کو شکار کے لئے لے جائیں- ہم دریا پر پہنچے کشتی میں سوار تھے کہ ہمارے اوپر سے دو "مگ" (بڑی مرغابی) اڑتے ہوئے جا رہے تھے- میں نے ڈاکٹر صاحب کو کہا کہ اگر آپ ان دونوں کو گرا لیں تو میں آپ کو ایک روپیہ انعام دوں گا- ڈاکٹر صاحب نے فائر کیا اور وہ دونوں نیچے آگرے- شام کو واپس گھر آئے میں تو ایک روپیہ کا وعدہ بھول گیا تھا مگر ڈاکٹر صاحب بھولنے والے نہ تھے- دو تین دن کے بعد ابا جان کو کہا کہ میاں نے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں قاز گرا لوں تو مجھے ایک روپیہ انعام دیں گے- انہوں نے ابھی تک مجھے روپیہ نہیں دیا جب آپ گھر کے اندر تشریف لائے تو مجھے بلا کر فرمایا کہ تم نے ڈاکٹر صاحب سے جو وعدہ کیا تھا پورا نہیں کیا- یہ جائز نہیں- یا وعدہ نہ کرو یا پھر اس کو پورا کرو- اسی وقت اپنی جیب سے ایک روپیہ نکال کر مجھے دیا کہ ابھی جا کر ڈاکٹر صاحب کو یہ دے دو-

جیسا کہ شروع میں ہی لکھ چکا ہوں کہ ابا جان نے ہر سفر میں مجھے اپنے ساتھ رکھا تھا- مولوی فاضل کے امتحان مارچ میں ہوتے تھے- میں نے امتحان دینا تھا اور مجھے خوف تھا کہ کہیں مجھے..... شکار پر ساتھ نہ لے جائیں- امتحان قریب ہے اس طرح امتحان کی تیاری پر برا اثر پڑے گا- آپ نے مجھے ساتھ جانے کے لئے نہیں کہا- مجھے تسلی ہو گئی- لیکن آپ نے پھیرو چیچی (ایک گاؤں تھا جو تقریباً سارے کا سارا احمدیوں کا تھا- ابا جان اور قافلہ کی رہائش کے لئے ان دنوں سکول کو بند کر دیا جاتا تھا اور وہیں کچے کمروں میں آپ کا اور گھر والوں کا قیام ہوتا تھا) پہنچنے کے دوسرے روز ہی ایک ملازم کے ہاتھ خط بھجوایا- میں نے کھولا تو اس میں لکھا تھا کہ میں تمہارے لئے تانگہ بھجوا رہا ہوں- پہریدار بھی ساتھ ہو گا تم فوراً روانہ ہو جانا- یہ پڑھ کر مجھے بڑی پریشانی ہوئی کہ امتحان قریب ہے- شکار پر بلا رہے ہیں- میرے امتحان پر برا اثر پڑے گا- بہر حال حکم تھا تعمیل تو کرنی ہی تھی- میں نے اپنے بکس میں ضروری کتب رکھ لیں- ہم پھیرو چیچی شام کے وقت پہنچے- میں اندر گیا سلام کیا تو مجھے دیکھ کر پہچان گئے کہ ان دنوں مجھے بلانا اس کو اچھا نہیں لگا- ابھی میں کھڑا ہی تھا کہ فرمانے لگے چلو میں تمہیں تمہارا خیمہ دکھا دوں- جہاں تم نے قیام کرنا ہے- خیمہ کا پردہ اٹھا کر مجھے کہا کہ دیکھ لو کوئی چیز رہ تو نہیں گئی؟ سب کچھ تھا پلنگ پر مکمل بستر بچھا ہوا تھا ایک میز ایک کرسی- مٹی کے تیل کا وہ لیمپ جس میں دو بتیاں ہوتی ہیں- انگیٹھی جس میں کوئلے دھک رہے تھے- گویا سب آرام کے سامان موجود تھے- یہ دکھا کر آپ واپس تشریف لے گئے- مجھے تسلی ہو گئی کہ کوئی فکر نہیں آرام سے میں امتحان کی تیاری کر سکوں گا- رات اڑھائی بجے تک میں پڑھتا رہا- صبح نماز کے لئے جگانے کے لئے عبدالاحد خان صاحب آئے- نماز سے فارغ ہو کر ناشتہ کیا- ناشتہ ختم کرنے کے بعد فرمایا کہ اب شکار کے کپڑے پہن لو شکار پر جانا ہے- دریا پر شکار کے لئے ایک چھوٹی کشتی جس میں دو یا زیادہ سے زیادہ تین آدمی بیٹھ سکتے تھے- یہ شکاریوں کے لئے خاص طور پر بنوائی جاتی تھی- ابا جان کے ساتھ میں اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب بیٹھے- میں تو کشتی میں لیٹ کر سو گیا- جب دریا میں بیٹھی ہوئی مرغابیاں فائرنگ رینج میں آگئیں تو ڈاکٹر صاحب نے مجھے جگانے کی کوشش کی تو ابا جان نے فرمایا کہ ساری رات پڑھتا رہا ہے اس کو نہ جگائیں- ظاہر ہے جو خود بھی رات کا بیشتر حصہ جاگتا رہا ہو وہی کہہ سکتا تھا- دراصل ابا جان رات کو دفتری کام کرتے تھے- ڈاک قادیان سے روزانہ آتی تھی- دن کو اگر شکار کے لئے تشریف لے جاتے تو رات کا بیشتر حصہ جماعتی کام میں صرف ہوتا-

احمدیہ سکول کی آخری کلاس مولوی فاضل (انگریزی میں آنرز ان عربک کہا جاتا تھا) تھی- جو یونیورسٹی کا امتحان ہوتا تھا- میں اس امتحان میں یونیورسٹی میں اول نمبر پر آیا تھا- نتیجہ کے اعلان سے قبل ہی ابا جان پالم پور پہاڑ پر تشریف لے گئے تھے- ابا جان نے ایک کارکن کو ہدایت دی ہوئی تھی کہ نتیجہ کا اعلان ہوتے ہی اس کی اطلاع آپ کو دی جائے- میرے یونیورسٹی میں اول آنے پر آپ بہت خوش تھے- اس خوشی میں آپ نے فیصلہ کیا کہ اگلے دن ایک پکنک کی جائے گی جو پالم پور سے چند میل کے فاصلے پر دیان کنڈ جو پہاڑ کی چوٹی ہے وہاں کی جائے گی اور میری طرف سے جملہ عملہ اور جو بھی مہمان آئے ہوئے ہوں دعوت میں شریک ہوں گے- میں تو عشاء کی نماز کے بعد سو گیا تھا- صبح کے وقت میری امی جان نے مجھے بتایا کہ تمہارے ابا تقریباً ساری رات ہی پکنک کے لئے کھانے پکوانے اور نگرانی میں لگے رہے ہیں اور ایک میٹھا کھانا خود بھی پکایا ہے- مجھے یہ سن کر بے حد خوشی ہوئی اور میں نے عہد کیا کہ ایسے باپ کی مرضی کے خلاف میں کبھی کوئی حرکت نہ کروں گا- اس پکنک کی ایک اور بات بھی قارئین کی دلچسپی کا موجب ہو گی- دوپہر کے کھانے کے بعد ظہر اور عصر کی نمازوں سے فارغ ہو کر ابا جان نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس خوشی میں ایک مشاعرہ بھی منعقد کیا جائے گا جس میں ہر فرد- پرائیویٹ سیکرٹری کا عملہ- پہریدار وغیرہ سب شریک ہوں گے- اور اپنی اپنی نظمیں سنائیں گے- اور فرمایا میں بھی شریک ہوں گا اور جس کی نظم سب سے اچھی ہو گی اس کو میں انعام دوں گا- اس کے لئے دو جج مقرر فرمائے- ایک جج عبدالرحیم درد صاحب اور دوسرے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب- ابا جان نے وضاحت کر دی کہ انعامی مقابلہ میں مجھے شامل نہ کیا جائے- سب ہی نے اپنی اپنی نظم سنائی-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قافلہ کے افراد میں ایک پٹھان عبدالاحد خان صاحب جو افغانستان کے رہنے والے تھے احمدیت قبول کرنے کے بعد قادیان آگئے تھے اور ابا جان کے پہریداروں میں سے تھے ابا جان کے فدائی۔ جاں نثار اور بے حد پیار کرنے والے تھے۔ جب بھی ابا جان ان کا نام لے کر بلاتے ان کا جواب ہمیشہ "قربانت شوم" ہوتا تھا۔ انہوں نے معذرت کی میں تو اردو بھی ٹھیک بول نہیں سکتا۔ شعر کیسے کہہ سکتا ہوں۔ ابا جان کے اصرار پر کہ آج کوئی استثناء نہیں ہو گا اس پر انہوں نے یہ شعر کہے:۔

"ڈپٹی کمشنر قد آور چاہئے اور حضرت کا غلام در چاہئے
رکس نے پہنایا ہے اس کو کوٹ پتلون۔ اس کو توپالانِ خر چاہئے"

ججوں کا فیصلہ خان صاحب کے حق میں تھا۔ چنانچہ ان کو ابا جان نے نقدی کی صورت میں انعام دیا (یہ بھی لکھ دوں کہ ان دنوں ڈپٹی کمشنر بہت چھوٹے قد کا اور موٹا انگریز تھا۔ اس زمانہ میں ہر نیا ڈپٹی کمشنر جو ضلع گورداسپور میں مقرر ہوتا وہ قادیان ابا جان کو ملنے آتا تھا)

گرمیوں کے موسم میں آپ دو تین ماہ کے لئے پہاڑ پر ضرور جاتے۔ سیر و سیاحت کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ گرمی میں اتنا کام نہیں کیا جا سکتا۔ جتنا ٹھنڈے مقام پر۔ لکھتے لکھتے ایک واقعہ یاد آگیا۔ ایک مربی جن کو ملک سے باہر بھجوانا تھا روانگی سے قبل ہدایات لینے کے لئے ڈلہوزی آئے۔ ان کو رخصت کرنے کے لئے ابا جان بسوں کے اڈے تک تشریف لائے۔ دعا سے قبل ابا جان کی نظر اس وقت کے ناظر صاحب تعلیم و تربیت کے ایک قریبی عزیز پر پڑی جو شیو کئے ہوئے تھے اور امامِ وقت کی موجودگی میں ہنسی مذاق میں مصروف تھے۔ آپ نے ان ناظر صاحب کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ تعلیم و تربیت کیا صرف دوسروں کے لئے ہے؟

ابا جان نے مجھے کسی کھیل سے بھی منع نہیں فرمایا۔ قادیان میں ہاکی۔ کرکٹ۔ والی بال کھیلے جاتے تھے۔ کرکٹ تو عموماً صرف جمعہ کے دن یا جمعہ کے علاوہ چھٹی کے دن کھیلی جاتی تھی۔ کرکٹ کے لئے ہائی سکول۔ احمدیہ سکول کی مشترکہ ٹیم تھی اور دوسری ٹیم دونوں سکولوں کے علاوہ جو بھی کرکٹ کھیلنا جانتے تھے ان کی ہوتی تھی۔ بڑوں کی ٹیم کے کپتان ذوالفقار علی خان صاحب تھے (ذوالفقار علی خان صاحب تحریک آزادی کے مشہور لیڈر رز علی برادران کے بڑے بھائی تھے) خان صاحب نے علی گڑھ یونیورسٹی میں تعلیم مکمل کی تھی اور یونیورسٹی کی کرکٹ ٹیم کے کیپٹن بھی رہے تھے (ٹکسالی اردو بولنے والے بزرگ جو احمدیت قبول کرنے کے بعد قادیان میں مستقل رہائش رکھتے تھے اور صدر انجمن احمدیہ میں ناظر تھے)۔ باوجود عمر کے فاصلہ کے آپ خاندان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے بچوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ اور بے تکلف تھے۔ اس لئے ہم بھی کرکٹ کے میچ کے درمیان بعض دفعہ خان صاحب سے مذاق کر لیتے تھے۔ جب بھی خان صاحب آؤٹ ہوتے ہم مذاق کرتے کہ خان صاحب آپ تو اتنے اچھے کھلاڑی ہیں آپ کیسے آؤٹ ہو گئے۔ خان صاحب کا ہمیشہ یہ جواب ہوتا تھا کہ "میاں گیند پچک گئی اس لئے آؤٹ ہوا"۔

برسات کے موسم میں اور سردیوں کے دنوں میں بھی کبھی بارش ہو جاتی تو فٹ بال' کرکٹ' ہاکی اور والی بال وغیرہ تو نہیں کھیل سکتے تھے۔ مگر عصر کے بعد نوجوانوں کے لئے مختلف کھیل کھیلنا لازمی تھا۔ مثلاً کبڈی۔ میرو ڈبہ وغیرہ۔ عصر کی نماز کے بعد سے مغرب کی نماز تک بہر حال کسی نہ کسی کھیل میں نوجوانوں کو مصروف رکھا جاتا۔ اس طرح نوجوانوں میں آوارگی کا رجحان بالکل نہ تھا۔

حضرت ابا جان نے احمدی نوجوانوں کی جسمانی نشو و نما کے لئے ایک احمدیہ ٹورنامنٹ کا انعقاد بھی فرمایا تھا۔ جو تین روز کے لئے ہوتا تھا۔ احمدیہ سکول اور ہائی سکول کی ٹیموں کے درمیان میچ ہوتے تھے۔ احمدیہ سکول کی ہاکی ٹیم کا میں کپتان تھا۔ ان کھیلوں میں ہاکی۔ فٹ بال والی بال رسہ کشی اور دوڑیں شامل تھیں۔ آپ خود بھی میچ دیکھنے تشریف لاتے۔ اس طرح دونوں ٹیموں میں مقابلہ بڑے جوش سے ہوتا۔ ٹورنامنٹ کے اختتام پر انعامات بھی آپ خود تقسیم فرماتے۔ کھیلوں کے مقابلوں کے علاوہ گرمیوں میں نہر کا ٹرپ بھی ہوتا۔ مجھے بھی آپ نے خود تیرنا سکھایا۔ نہر پر تیراکی کے مقابلے ہوتے۔ جن میں خود بھی شریک ہوتے۔ ایک مرتبہ آپ نے اعلان فرمایا کہ آج مقابلہ ہو گا کہ کون سب سے دور تک نہر میں بغیر زمین پر پَیر لگائے تیرے گا۔ ایک سو کے قریب نوجوان اور بڑے بھی مقابلہ میں نہر میں اُترے جو شامل نہ ہوئے تھے وہ کنارے کنارے ساتھ چلتے جا رہے تھے۔ جو تھک جاتے تھے نہر سے باہر آجاتے تھے۔ مگر ابّا جان لگاتار تیرے جا رہے تھے۔ آپ جب نہر سے باہر نکلے ہیں۔ تو صرف آپ ہی تھے۔ جو تقریباً ایک میل تک بغیر زمین پر پاؤں لگائے تیرتے رہے تھے۔ ان کھیلوں کا مقصد دراصل جماعت کے نوجوانوں کی جسمانی قوت کو مضبوط کرنا تھا تا وہ بڑے ہو کر ہر قسم کی سختی برداشت کرنے کے قابل ہوں جسمانی قوت اور دینی قوت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

ایک دلچسپ واقعہ ایک روز آپ نے مجھے بلا کر فرمایا کہ ہاکی کے ایک میچ کا انتظام کرو۔ ایک ٹیم مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کے بہترین کھلاڑیوں پر مشتمل ہو اور دوسری طرف مغل کھلاڑیوں پر۔ حکم کی تعمیل تو کرنی ہی تھی۔ مگر مجھے گیارہ ہاکی کھیل سکنے والے مغل نوجوان نظر نہیں آتے تھے۔ ہم چار پانچ ایسے تھے جو ہاکی اچھی کھیل سکتے تھے۔ باقی صرف خانہ پُری تھی۔ میچ دیکھنے کے لئے ابّا جان خود تشریف لائے۔ گراؤنڈ کے ایک طرف دونوں سکولوں کے طلباء اپنی ٹیم کو شاباش دینے کے لئے موجود تھے اور ہماری طرف ہمارے خاندان کے بزرگ اور دیگر احمدی دوست۔ میچ شروع ہوا۔ پہلے ہاف میں ہم تین گول سے ہار رہے تھے میں مغل ٹیم کا کپتان تھا۔ اس وقفہ میں میں نے اپنے عزیزوں سے کہا کہ مجھے تو بڑی شرم آرہی ہے۔ اب یوں کرتے ہیں کہ فارورڈ اور بیک دونوں پوزیشنیں ہم چار پانچ سنبھال لیتے ہیں۔ چنانچہ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ ہم نے دوسرے ہاف میں چار گول کر دیئے۔ اس طرح ہم ایک گول سے جیت گئے۔ یہاں یہ ذکر بھی کر دوں کہ دونوں سکولوں کے طلباء اپنی ٹیم کو شاباش اور نعرے لگانے میں پورا زور صرف کر رہے تھے۔ اس وقت عجیب نظارہ تھا کہ امام جماعت بیٹھے ہیں ان کے سامنے دوسری ٹیم کے حمایتی شور مچا رہے ہیں مگر ابّا جان۔ خاندان کے افراد اور دیگر دوستوں نے بُرا نہیں منایا۔ کھیل کھیل ہی تھی۔

قادیان کی ہاکی ٹیم پنجاب کی بہترین ٹیم سمجھی جاتی تھی ایک مرتبہ ہاکی کی ٹیم ملک کے مختلف شہروں میں ہاکی میچ کھیلنے کے لئے تجویز کی گئی۔ اس کا بھی میں کیپٹن تھا۔ پہلا میچ خالصہ کالج امرتسر کی ٹیم سے تھا۔ اس کے بعد متعدد شہروں میں جہاں ہاکی کی اچھی ٹیمیں تھیں میچ کھیلنے کا موقع ملا۔ ہم نے سوائے لدھیانہ کے سب میچ جیتے' میچ انگریزی فوج کے ٹریننگ سینٹر میں تھا۔ سارے انسٹرکٹر انگریز تھے۔ افسر اعلیٰ بھی انگریز جنرل تھا ان دنوں اس جگہ "دھیان چند" نامی ایک فوجی ہندوستان کا ہاکی کا بہترین کھلاڑی تھا۔ کہتے ہیں کہ دھیان چند سے بہتر کھلاڑی کبھی پیدا نہیں ہوا یہاں ہم پانچ گول سے ہارے۔ سب انگریز افسران میچ دیکھنے گراؤنڈ میں موجود تھے ان کے جنرل کمانڈنگ آفیسر نے مجھ سے خواہش کی کہ آپ ایک رات یہاں ٹھہر جائیں۔ اگلے دن پھر ایک میچ ہو جائے۔ آپ کی ٹیم جیسی اعلیٰ ہاکی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ میں ایک مرتبہ پھر آپ کی ٹیم کو کھیلتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔ ہمارا یہ ٹور امرتسر سے شروع ہوا اور آخری میچ ہمارا علی گڑھ یونیورسٹی سے تھا۔ جیسا کہ لکھ چکا ہوں ایک میچ کے سوا ہم نے سب میچ جیتے۔ ہندوستان کے سب انگریزی اخباروں میں ہماری ٹیم کی تعریف لکھی گئی۔ ہندوستان کے اکثر اخباروں نے جلی سرخیوں میں ہماری ٹیم کی تعریف کے ساتھ یہ بھی لکھا کہ یہ عجیب لوگ ہیں دن میں ہاکی کے میچ کھیلتے ہیں اور رات کو جلسے کر کے دعوت الی اللہ کرتے ہیں۔ (سب اخباروں کے کٹنگ میں نے رکھے ہوئے تھے جو تقسیم ملک کے وقت قادیان میں رہ گئے)۔

قادیان کے قریب ایک گاؤں جس کا نام "نواں پنڈ" تھا۔ ہماری جدّی جائیداد میں سے تھا۔ ابا جان نے وہاں ٹینس کورٹ بنوایا ہوا تھا۔ عصر کے بعد وہاں ٹینس کھیلنے جاتے اور مجھے ساتھ لے کر جاتے تھے کبھی بھی ناغہ نہیں ہوا۔ پندرہ بیس منٹ کے لئے مجھے ریکٹ دے دیتے کہ اب تم کھیلو جس ریکٹ سے آپ کھیلتے تھے وہ انگلستان کا بنا ہوا "ڈوھرٹی ریکٹ" تھا۔ جو اس زمانہ میں سب سے اچھا سمجھا جاتا تھا۔ انہی دنوں ابا جان نے ایک ڈوھرٹی ریکٹ لاہور سے منگوا کر میرے بڑے بھائی مرزا ناصر احمد صاحب کو دیا (میرے بھائی ابا جان کے ساتھ کبھی ٹینس کھیلنے کے لئے نہیں گئے تھے۔ آگے پیچھے چلے جاتے ہوں گے) مجھے جب اس کا علم ہوا تو میں نے ایک ملازمہ کے ہاتھ ابا جان کو خط لکھ کر بھجوایا کہ آپ نے بھائی کو ریکٹ منگوا کر دیا ہے مجھے نہیں دیا۔ مجھے حدیث یاد ہے جس میں ذکر ہے کہ کسی صحابیؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے اپنے بڑے بیٹے کو گھوڑا لے کر دیا ہے۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے استفسار فرمایا کہ دوسرے بیٹے کو بھی دیا ہے؟ صحابیؓ کے جواب دینے پر کہ صرف بڑے کو دیا ہے یہ سن کر آپ ﷺ نے اس صحابیؓ کو فرمایا کہ یا تو دوسرے بیٹے کو بھی خرید کر دو یا جس کو دیا ہے اس سے بھی گھوڑا واپس لے لو۔ یہ ناانصافی ہے۔ ملازمہ واپس آئی تو میں نے پوچھا کہ ابا جان نے کیا جواب دیا ہے۔ وہ کہنے لگی کہ آپ نے خط پڑھ کر رکھ لیا ہے کہا کچھ نہیں۔ اگلے ہی دن آپ دفتر سے گھر واپس آرہے تھے اور ہاتھ میں ایک ڈوھرٹی ریکٹ پکڑا ہوا تھا۔ میرے پاس آکر مجھے ریکٹ دے کر کہا کہ لو یہ ہے تمہارا ریکٹ۔ میں نے لاہور آدمی بھجوا کر تمہارے لئے منگوایا ہے۔ کیا شان تھی میرے اس محسن باپ کی۔

گرمیوں کے موسم میں زیادہ تر ڈلہوزی پہاڑ پر جاتے تھے۔ ڈلہوزی میں ایک چھاؤنی بھی تھی جو انگریز فوجیوں کے لئے تھی۔ ایک مرتبہ ایک انگریز جنرل نے پرائیویٹ سیکرٹری کے نام خط بھجوایا کہ میں امام جماعت سے ملنا چاہتا ہوں اگر وہ منظور کریں تو مجھے دن اور وقت سے مطلع کر دیں تا میں وقت پر پہنچ جاؤں۔ ابا جان نے پرائیویٹ سیکرٹری کو ہدایت دے دی کہ ان کو لکھ دیا جائے کہ فلاں دن شام کی چائے میرے ساتھ پئیں۔ چائے کے لئے جو کھانے کا سامان تھا وہ ڈلہوزی کے ایک

باقی صفحہ ۶ پر

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

مشرق وسطی میں سیاسی اور سفارتی کوششیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چند روز قبل اچانک یہ خبر ملی کہ اسرائیل کے وزیر اعظم نے خلیج کی جدید ترقی یافتہ ریاست اومان کا خفیہ دورہ کیا ہے اور دونوں ممالک ایک دوسرے کے دارالحکومتوں میں اپنے دفاتر قائم کریں گے۔ اس خبر کا سیاسی اثر یہ سمجھا جا رہا تھا کہ اسرائیل عرب ملکوں میں نفوذ کر کے شام پر سیاسی اور سفارتی دباؤ بڑھا رہا ہے تاکہ شام الگ تھلگ رہ جائے اور اسرائیل کے حسب منشا امن معاہدہ کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ لیکن اس کا فوری سیاسی جواب شام کے صدر حافظ الاسد نے یہ دیا کہ اسرائیل اومان ملاقات کے صرف تین دن کے بعد مصر کے شہر اسکندریہ میں مصر کے صدر حسنی مبارک، سعودی عرب کے شاہ فہد اور شام کے صدر حافظ الاسد جمع ہوئے اور انہوں نے اس پر اتفاق کیا کہ وہ اسرائیل کے ساتھ امن معاہدے کے ضمن میں شام کے موقف کی حمایت کرتے ہیں اور یہ کہ تینوں سربراہ اس بات پر متفق ہیں کہ اسرائیل صحیح راستہ اختیار نہیں کر رہا۔ مصر کے دارالحکومت میں سعودی عرب اور شام کے سربراہان کا اجتماع گویا کہ ایک منی سربراہ کانفرنس تھی جس میں اسرائیل کے خلاف شام کی حمایت میں اتحاد کیا گیا ہے۔

اس کا مقصد اسرائیل کو یہ بتانا ہے کہ خلیجی ریاستوں کے ساتھ تعاون بڑھا کر شام پر دباؤ نہ ڈالے کیونکہ دو سب سے اہم عرب ممالک بدستور شام کے ساتھ ہیں۔ اور شام پر دباؤ ڈال کر کوئی ناواجب سمجھوتہ نہ کیا جائے۔

☆○☆

چیچنیا میں لڑائی

روس کی طرف سے اعلان تو یہی کیا گیا تھا کہ چیچنیا میں جنگ بندی کی گئی ہے اور روسی افواج شہری آبادیوں پر بمباری نہیں کریں گی۔ لیکن عملاً ایسا نہیں ہوا۔ نہ چیچنیا میں جنگ بند ہوئی ہے اور نہ بمباری رکی ہے۔ روسی افواج نے دارالحکومت گروزنی پر جو تازہ بمباری کی ہے اس کے نتیجے میں گروزنی کے ہسپتال زخمیوں سے بھر گئے ہیں۔ ہلاک اور زخمی ہونے کے بارے میں معین اعداد و شمار تو نہیں ملے تاہم یہ کہا گیا ہے کہ سینکڑوں افراد زخمی اور ہلاک شدگان میں شامل ہیں۔

چیچنیا کے صدر مسٹر داؤدائف نے روسی افواج کو سال نو کے موقع پر جنگ بندی کی پیشکش کی ہے اور کہا ہے کہ روسی افواج ان کے علاقے سے نکل جائیں اور اس معاملے کے حل کے لئے بات چیت کی جائے۔ روس کے حکمرانوں نے اس سے قبل بات چیت کے کئی پہلو اختیار کئے ہیں مگر بات چیت میں ہمیشہ چیچنیا پر ہی دباؤ ڈالا جاتا ہے کہ وہ اعلان آزادی کو منسوخ کر دیں اور اس کے بعد بات چیت کریں۔ جبکہ صدر داؤدائف کا یہ کہنا ہے کہ ہم اعلان آزادی پر کوئی بات چیت نہیں کریں گے۔

روس کی افواج کے بارے میں ایک تجزیہ شائع کیا گیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ۷۰ فیصد روسی فوجی چیچنیا میں کارروائیاں کرنے سے خوش نہیں ہیں۔ ان کی ماؤں کا کہنا ہے کہ ان کے بیٹوں کو اس بے مقصد جنگ کا ایندھن بننے سے بچایا جائے۔

ماضی میں روس جب کمیونسٹ نظام کے نیچے تھا اس وقت روس نے بار ہا ہمسایہ ممالک میں لشکر کشی کی تھی جس میں مشرقی یورپ کے ممالک پر فوج کشی کو تو سابق سوویت یونین گویا اپنا حق سمجھتا تھا لیکن افغانستان پر فوج کشی تو ابھی کل کی بات ہے۔ لیکن اس جنگ آزمائی میں اور چیچنیا پر تازہ حملے میں یہ فرق ہے کہ اس وقت روس کے نظام پر آہنی پردہ مسلط تھا۔ اور کوئی بول نہ سکتا تھا۔ لیکن اب جمہوریت اور آزادی آنے کے بعد روس کے ذرائع ابلاغ، اخبارات اور دیگر ادارے کھل کر تنقید کر رہے ہیں۔ ماضی میں کوئی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کیمونزم کے سخت گیر نظام میں روسی افواج کی رائے بھی کسی اخبار میں چھپ سکتی ہے۔ یہ باتیں تو صرف جمہوری مغربی ممالک میں ہوتی ہیں اس کے سوا عام ترقی پذیر ممالک میں بھی ایسی آراء کی اشاعت کا امکان نہیں ہوتا۔

ایسی باتوں کی اشاعت سے چیچنیا میں روسی حملہ سخت مشکلات کا شکار ہے۔ ذرائع ابلاغ زور و شور سے یہ تنقید کر رہے ہیں کہ یہ حملہ بغیر تیاری کے کر دیا گیا ہے۔ روسی افواج کے مورال کے گرنے کی خبریں بھی نشر ہو رہی ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ کاکیشیا کے اس علاقے میں مسلمانوں کی طرف سے جو سخت مزاحمت کی جا رہی ہے وہ بھی مبصرین کو حیران کر رہی ہے۔

☆○☆

بنگلہ دیش کی اپوزیشن

بنگلہ دیش میں عام انتخابات ۱۹۹٦ء میں ہونے والے ہیں۔ مگر اپوزیشن کا شدید ایجی ٹیشن اس بات پر ہے کہ وزیر اعظم بیگم خالدہ ضیاء فوری طور پر مستعفی ہو کر نئے انتخابات کرا دیں۔ گذشتہ چندہ ماہ سے اپوزیشن نے ملک میں شدید ایجی ٹیشن کی فضا گرم کر رکھی ہے۔

اب بنگلہ دیش کی وزیر اعظم نے پہلی بار اپنے استعفے کا اس رنگ میں ذکر کیا ہے کہ وہ ۱۹۹٦ء میں عام انتخابات سے ایک ماہ پہلے مستعفی ہو جائیں گی اور استعفیٰ دے کر انتخابات میں حصہ لیں گی۔ لیکن بنگلہ دیش کی اپوزیشن نے قائد حزب اختلاف عوامی لیگ کی بیگم شیخ حسینہ واجد کی سربراہی میں اس پیشکش کو بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے اور بدستور اس بات پر اصرار جاری رکھا ہے کہ وزیر اعظم خالدہ ضیاء ابھی اور فوری طور پر استعفیٰ دے دیں اور نئے انتخابات کرانے کا اعلان کر دیں۔ گویا کہ اپوزیشن ایک سال بھی انتظار کرنے کو تیار نہیں۔ اپوزیشن کا نکتہ نظر یہ ہے کہ بیگم خالدہ ضیاء کی قیادت میں عام انتخابات منصفانہ طور پر ہونے ممکن نہیں ہیں۔ اپوزیشن کی طرف سے حکومت پر کرپشن میں ملوث ہونے کے شدید الزامات لگائے گئے ہیں۔ جن کا حکومت نے انکار کیا ہے۔

☆○☆

تمہاری زندگی ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے بھری ہوئی ہو خواہ مصیبت کے سامان ہوں یا نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ مقتدر ہے۔ وہ جب چاہتا ہے مصیبت کا دروازہ کھول دیتا ہے اور جب چاہتا ہے کشائش کرتا ہے۔ جو بھی اس پر بھروسہ کرتا ہے وہ بچایا جاتا ہے۔ ڈرنے والا اور نہ ڈرنے والا کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں میں ایک فرق رکھ دیتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

بقیہ صفحہ ۵

یوریپین ہوٹل سے منگوایا تھا۔ اس میں سے کافی بچ گیا۔ پرائیویٹ سیکرٹری نے وہ ابا جان کو بھجوا دیا جو ابا جان نے اسی کارکن کے ہاتھ واپس بھجوا دیا۔ اور مجھے بلا کر فرمایا کہ پرائیویٹ سیکرٹری کو بلاؤ، پرائیویٹ سیکرٹری کو بلا کر خوب ڈانٹا اور کہا کہ یہ جماعت کے روپیہ سے منگوایا گیا تھا آپ کو کیسے جرأت ہوئی مجھے بھجوانے کی۔ جماعت کے روپیہ سے خریدا گیا سامان اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے مَیں جائز نہیں سمجھتا یہ کارکنوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اس واقعہ سے مجھے بھی سمجھا دیا کہ جماعت کے اموال کی حفاظت کرنی ہے اس طرف نظر بھی نہیں کرنی۔

مختلف اوقات میں آپ نے میری تربیت کے لئے جو ارشادات فرمائے۔ ان میں غریبوں کی عزت، ان سے ہمدردی، حسبِ توفیق ان کی مدد، یتامیٰ سے برابری کا سلوک، جھوٹ سے پرہیز نیز یہ بھی فرمایا کہ غریب انسان بھی اگر تمہیں ملنے کے لئے آئے تو اس کو کھڑے ہو کر ملنا ہے۔ ہر ایک کو خواہ اس کو جانتے ہو یا نہیں جانتے سلام کہنے میں پہل کرنے کی کوشش کرتے رہنا۔ یہ آپس میں پیار و محبت کا بہت مؤثر ذریعہ ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے ہم تین چار بھائی بہن جو شعور کی عمر کو پہنچ چکے تھے کو عشاء کی نماز کے بعد آپ کے پاس آنے کا حکم دیا اور ہمیں ایک کہانی سنانی شروع کی جو کئی ماہ تک جاری رہی۔ کہانی کا لفظ تو دراصل بچوں میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے تھا۔ دراصل یہ کہانی کلیتہً تربیتی پہلو لئے ہوئے تھی۔ بچوں کی توجہ کے لئے آپ کا دینی تعلیم کے مختلف اخلاقی و تربیتی پہلوؤں کو کہانی کا رنگ دینا ہماری دلچسپی قائم رکھنے کے لئے تھا۔ جس سے دینی تعلیم کے مختلف پہلو ایسے اجاگر ہوئے جو اس عمر میں کتابیں پڑھنے سے نہ ہو سکتے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ نے ہدایت فرمائی کہ اب میں عشاء کی نماز کے بعد درس دوں گا۔ تم سب بغیر ناغہ کے شامل ہو گے بہت تفصیل کے ساتھ ہمیں اس طرف متوجہ کیا جن میں حسنِ سلوک، ادب آداب، یتامیٰ کی خبر گیری، غریبوں کی خدمت ماں باپ کی اطاعت، سچ بولنا، دیانت و امانت کی حفاظت، چغل خوری اور غیبت سے پرہیز، بنی نوع انسان سے ہمدردی اور اخوت، مہمان نوازی، ہمسایہ کے حقوق، تیمار داری، ایفائے عہد، تواضع انکسار، شکر، عفو، ایثار، عدل و احسان، سوال کرنے کی ممانعت، غرض انسانی زندگی اور ہماری ذمہ داریوں کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ ساتھ کے ساتھ ہمیں ہدایت فرماتے کہ ان باتوں کو بھی نہ بھولنا اور ہمیشہ ان پر عمل کرنا۔ غرض انسانی معاشرہ کے مختلف پہلوؤں پر آپ نے ایسے انداز میں روشنی ڈالی جو میرے مستقبل کے لئے مشعلِ راہ تھی اور مَیں نے اس سے بہت کچھ سیکھا۔ کاش ہماری جماعت کے ماں باپ اپنے بچوں کی تربیت ایسے رنگ میں کریں جو دنیا کے لئے ایک نمونہ ہو۔

میرے باپ نے مجھ سے اتنی محبت کی ہے جس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ ان کے جانے کے بعد دل سے یہی آواز نکلتی ہے کوئی تو چاہنے والی نظر ہو۔ غرض زندگی کے ہر موڑ پر میرے باپ کا سایہ میرے لئے طمانیت اور تسکین کا موجب تھا اور اب اپنی تنہائیوں کو ساتھ لئے مَیں تو ہر موڑ پر اکیلا ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفینِ نو

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ تمام واقفینِ نَو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور وہ بڑے ہوکر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

رملہ جاوید بنت شبیر احمد جاوید
دار العلوم غربی ربوہ

ثوبیہ جاوید بنت شبیر احمد جاوید
دار العلوم غربی ربوہ

ملیحہ اعجاز بنت راجہ اعجاز احمد آئرلینڈ

نوید احمد ابن رشید احمد احمد آباد سانگرہ ضلع جھنگ

نذیر احمد ابن چوہدری عبد العزیز چرناڑی آزاد کشمیر

دانیال اعجاز راجہ ابن راجہ اعجاز احمد آئرلینڈ

شعیب طاہر قریشی ابن عبد الصمد قریشی ربوہ

ہارون خالد ابن خالد احمد چک ۵۶۵ ضلع فیصل آباد

صدام خالد ابن خالد احمد چک نمبر ۵۶۵ ضلع فیصل آباد

نسیم طاہرہ بنت منظور احمد ربوہ

رضا علی ابن غلام علی خالد کو ٹھڑہ منڈی بہاؤ الدین

دانیال ابن نصیر احمد گگو منڈی ضلع وہاڑی

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم محمد الدین صاحب کارکن وکالت تصنیف کی والدہ صاحبہ گرمولا ورکاں ضلع گوجرانوالہ میں شدید طور پر علیل ہیں۔ ان کی صحت یابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم سلطان احمد صاحب ڈرائیور خدام الاحمدیہ پاکستان کا بیٹا عزیز عطاء الروف عمر ۱۶ سال گذشتہ ایک سال سے بعارضہ بلڈ کینسر بیمار ہے۔ آج کل فضل عمر ہسپتال ربوہ میں داخل ہے۔

احباب کرام سے بچے کی کامل صحت یابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم احمد دین صاحب صدر جماعت احمدیہ دھرکنہ و زعیم انصار اللہ دھرکنہ ضلع چکوال (جو مکرم رشید احمد ارشد صاحب سیکرٹری مال دھرکنہ کے والد محترم تھے) مورخہ ۹۴-۱۲-۱۸ بقضائے الٰہی اچانک وفات پاگئے۔ اگلے روز بعد نماز جنازہ مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ اور قبر تیار ہونے پر محترم معلم صاحب وقف جدید نے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

انتخاب عہدیداران بار ایسوسی ایشن

○ بار ایسوسی ایشن ربوہ کے برائے سال ۱۹۹۵ء (۹۵-۱-۱ تا ۹۵-۱۲-۳۱) مندرجہ ذیل عہدیداران منتخب ہوئے ہیں۔

۱۔ صدر غلام سرور سیف ایڈووکیٹ
۲۔ نائب صدر عبد الغفور برق ایڈووکیٹ
۳۔ جنرل سیکرٹری سلیم احمد خالد ایڈووکیٹ
۴۔ فنانس سیکرٹری محمد اختر ہرل ایڈووکیٹ

محمود خان رانا ایڈووکیٹ
الیکشن کمشنر بار ایسوسی ایشن ربوہ

ڈش انٹینا
بہترین رزلٹ والا
6 فٹ /-5500
اب صرف 8 فٹ /7000
بمعہ مکمل سامان گارنٹی کے ساتھ
ڈش ماسٹر
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون 211274

خبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ربوہ: 4- جنوری-1995ء
سردی کا تسلسل جاری ہے
درجہ حرارت کم از کم 8 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 17 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ نہ خاکی وردی والے آئیں گے نہ حکومت تبدیل ہو گی۔ حکومت بدلنے کے بارے میں سوچنے والے خوابوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ نہ وزیر اعلیٰ سندھ کو تبدیل کیا جائے گا نہ ہی گورنر راج نافذ ہو گا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ کراچی کی صورت حال پر مکمل قابو پالیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہم ایم کیو ایم سے مذاکرات میں بلیک میل نہیں ہوں گے۔ ناجائز مطالبات تسلیم نہیں کئے جائیں گے۔ سیاست کو تجارت نہیں بنائیں گے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ فوج کو کسی قومی معاملے پر ویٹو کا حق نہیں۔ جمہوریت اب محفوظ ہاتھوں میں ہے۔ فوجی حکمرانی کے دن ختم ہو چکے ہیں۔ فوج کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں اور نہ یہ اس کا کام ہے۔ انہوں نے کہا کہ بینکوں کو لوٹنے والے افواہیں پھیلاتے ہیں کبھی کہتے ہیں یہ گیا۔ کبھی کہتے ہیں وہ گیا۔ کبھی ایٹمی پروگرام ختم کرنے کی باتیں کرتے ہیں۔ یہ جھوٹ ہے۔ یہ پہلی بار ہے کہ کسی بینکر کو گرفتار کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا این پی ٹی پر دستخط کرنے کا کوئی ارادہ نہیں بھارت دستخط کر دے گا تو سوچیں گے۔

○ وزیر اعظم نے سستی دواؤں کی فراہمی کے لئے نئی سکیم کا اعلان کرتے ہوئے بتایا کہ پیپلز فارمیسی کی فیئر پرائس شاپس سے عوام کو ۱۵ فیصد کم نرخوں پر ادویات فراہم کی جائیں گی۔ اس نظام سے ۳ ہزار افراد کو روزگار ملے گا۔

○ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے اعلان کیا ہے کہ ہومیو پیتھی طریق علاج کو فروغ دیا جائے گا۔

○ مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کے سیکرٹری اور رکن قومی اسمبلی مسٹر نواز کھوکھر کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ان پر دو کروڑ روپے کا قرضہ غلط طور پر استعمال کئے جانے کا الزام ہے۔ ان کو گرفتاری کے بعد نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا گیا ہے۔

○ اپوزیشن لیڈر مسٹر سرتاج عزیز نے کہا کہ پنجاب اسمبلی ڈپٹی اپوزیشن لیڈر مسٹر پرویز الٰہی کو اشتہاری قرار دے کر ان کو ان کا آئینی کردار ادا کرنے سے روکا جا رہا ہے۔ اپوزیشن سے اتنا ناروا سلوک تو کسی بھی جمہوری حکومت نے نہیں کیا۔

○ مسٹر نواز شریف کے بھائی عباس شریف ایم این اے‘ اور پنجاب اسمبلی کے قائمقام اپوزیشن لیڈر مسٹر پرویز الٰہی کی گرفتاری کے لئے ایف آئی اے اور پولیس نے مختلف جگہوں پر چھاپے مارے۔ مسٹر نواز شریف کے داماد کیپٹن صفدر کے بارے میں بھی پوچھ گچھ کی گئی۔ فیصل آباد میں بھی نواز شریف‘ شجاعت اور حمزہ کی شوگر ملوں پر چھاپے مارے گئے۔ جنرل مینیجر اور اسسٹنٹ جنرل مینیجرز اور دیگر افسروں کے خلاف مقدمے درج کر لئے گئے ہیں۔ یہ کارروائی جعلی پرمٹ جاری کرنے اور عدم ادائیگی کی شکایت پر کی گئی ہے۔

○ ایم کیو ایم کے قائد مسٹر الطاف حسین نے کہا ہے کہ اگر کراچی کی صورت حال میں ایم کیو ایم ملوث ہے تو حکومت ثبوت پیش کرے۔

○ ایم کیو ایم کے مفرور رہنماؤں کے سروں کی قیمت مقرر کر دی گئی عمران فاروق کی زندہ یا مردہ گرفتاری پر ۳۰ لاکھ روپے‘ سلیم شہزاد کے لئے ۲۰ لاکھ روپے‘ صفدر باقری کے لئے ۱۵ لاکھ اور جاوید لنگڑا کے لئے بھی ۱۵ لاکھ مقرر کئے گئے ہیں یہ تمام مفرور عمر قید یا موت کی سزاؤں والے جرائم میں ملوث ہیں۔

○ کراچی میں فائرنگ اور تشدد سے ۳۔ افراد ہلاک ہو گئے ۶۔ دہشت گرد پکڑے گئے۔ بینک ڈکیتی کے لئے آنے والا ایک ڈاکو مقابلہ کے بعد پکڑا گیا۔ ۳۔ بھاگ گئے۔

○ ایم کیو ایم نے حکومت سے مذاکرات کا بائیکاٹ کر دیا ہے۔ ایم کیو ایم کا کہنا ہے کہ حکومت نے ہمیں جون ۱۹۹۲ء والی پوزیشن پر واپس دھکیلنے کی کوشش کی۔ تاہم روپوش رہنماؤں کے معاملے پر کوئی سودا بازی نہیں کریں گے۔ بے نظیر نے ایم کیو ایم کے وفد کو ۳۰۔ افراد کی فہرست دیکر ان سے لاتعلقی اختیار کرنے یا کارکن تسلیم کرنے کا کہا تھا مگر ایم کیو ایم نے کوئی بات قبول نہ کی۔

○ ہائی کورٹ نے ۲۳۔ مارچ ۱۹۹۴ء کے بعد مجسٹریٹوں کے تمام فیصلے غیر قانونی قرار دے دیئے۔ مسٹر جسٹس عبدالمجید ٹوانہ نے کہا ہے کہ صرف بھٹو مرحوم کے دور میں عدلیہ کے انتظامیہ سے علیحدگی کے اقدامات کئے گئے وہ روشن خیال سیاستدان تھے۔

○ بلوچستان کی جیل میں ہنگامہ ہونے سے قیدیوں کی لڑائی میں دو۔ افراد زخمی ہو گئے۔

○ بھٹو کی سالگرہ پر لاڑکانہ میں مرتضیٰ بھٹو بھی جلسہ کریں گے لاڑکانہ میں تصادم کا دوبارہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

○ شیخوپورہ فیصل آباد روڈ پر ڈاکوؤں نے چار بسوں کے مسافر کو لوٹ لیا۔ مانانوالہ کے قریب آٹھ ڈاکوؤں نے بسیں روک کر لاکھوں روپے کی نقدی اور دوسرا ساز و سامان لوٹ لیا۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی دینی مدارس کو اپنا آلہ کار بنانے کی سازش کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم دینی مدارس کا کنٹرول سنبھالنے اور لاؤڈ سپیکر پر ناروا پابندی کی مخالفت کریں گے۔

○ نئی دہلی میں پاکستان ہائی کمیشن کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ پاکستان پر بھارت کے داخلی امور میں مداخلت کرنے کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ پاکستانی ہائی کمشنر کو یادداشت پیش کی گئی۔

○ شاہ جیونہ ریلوے اسٹیشن پر راولپنڈی ایکسپریس مال گاڑی سے ٹکرا گئی جس سے دو افراد ہلاک اور ۵۰۔ مسافر زخمی ہو گئے پسنجر گاڑی کے ۶۔ ڈبے تباہ ہو گئے۔ انجن پٹڑی سے اتر گیا۔

○ بلوچستان کے وزیر اعلیٰ نواب ذوالفقار علی مگسی نے کہا ہے کہ گوادر کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے حکومت بلوچستان کو اعتماد میں لیا جائے۔ وفاقی حکومت بلوچستان سے کئے گئے وعدے پورے نہیں کر رہی۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب کے مشیر برائے اینٹی کرپشن مسٹر غلام عباس نے کہا ہے کہ اربوں کے گھپلوں کی تفصیلات پنجاب اسمبلی میں بتائی جائے گی۔ جس میں بڑی مچھلیاں بھی ملوث ہیں۔

○ پشاور میں ایک افغان باشندے سے نو میزائیل اور طیارہ شکن توپوں کے ۴۰ گولے پکڑے گئے۔

○ وائس آف امریکہ نے کہا ہے کہ ایم کیو ایم کے لیڈروں کے سروں کی قیمتیں مقرر کرنے سے مذاکرات خطرے میں پڑ گئے ہیں۔ پہلے ہی پیشرفت نہ ہونے کے برابر تھی اب کشیدگی مزید بڑھ جائے گی۔

○ امکان ظاہر کیا جا رہا ہے کہ افغانستان کے صدر آئندہ ہفتے مستعفی ہو جائیں گے اقوام متحدہ کے نمائندے کی تجویز پر اقتدار مجلس بزرگان کو منتقل کر دیا جائے گا۔

○ بلوچستان کے وزیر اعلیٰ ذوالفقار علی مگسی نے قومی یک جہتی‘ داخلی سلامتی اور امن عامہ کے مسائل پر صدر فاروق لغاری کو مکمل تعاون کا یقین دلا دیا ہے۔

○ مسٹر غلام مصطفیٰ جتوئی نے کہا ہے کہ زبانی جمع خرچ اور گول میز کانفرنس بلانے سے کراچی کا مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ میں نے اپنے دور میں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے دباؤ کے باوجود قیمتیں نہیں بڑھائی تھیں آج مہنگائی نے غریب عوام کی کمر توڑ کر رکھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت مسئلے کے حل کے لئے تمام جماعتوں سے رابطہ کرے۔

ہر قسم کے زیورات کا مرکز
انوار گولڈ سمتھ
اکرام مارکیٹ اقصیٰ روڈ نزد الائیڈ بنک
ربوہ
پروپرائیٹر: انوار احمد ولد
ڈاکٹر عبد الغفور زاہد آف سرگودہا

قدیمی • اولین • شہرہ آفاق
مطب حمید
۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت ادارہ
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
جی ٹی روڈ نزد پنڈی بائی پاس گوجرانوالہ
فون: 254634

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ہمارا شعار
خدمت ٥ دیانت
مکانات - پلاٹ - دوکانات و دیگر سکنی اور زرعی اراضی کی خرید و فروخت کیلئے آپ کا
بہترین انتخاب
چوہدری اسٹیٹ ایجنسی
کمیٹی مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: 212379

المنصور پبلک کال آفس
ریلوے روڈ ربوہ
دن رات آپکی خدمت کیلئے کھلا ہے
اندرون ملک اور بیرون ملک فوری
کال کے لئے
فون: 212311